حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے

فقہی افکار و نظریات

(تحقیق : ڈاکٹر نور احمد شاہتاز)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے : **واللہ واسع علیم یوتی الحکمة من یشاء ومن یوتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا ﴿البقرة ۲۶۸=۲۶۹﴾**

اور اللہ بڑے وسیع علم والا ہے وہ جسے چاہتا ہے حکمت سے سرفراز فرماتا ہے اور جسے وہ حکمت سے نوازدے پس گویا وہ خیرِ کثیر سے مالا مال کر دیا گیا۔

حکمت کے معنی صاحبِ حکمت رسول ﷺ کے صاحبِ توفیق مفسر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہیں' آپ فرماتے ہیں : الحکمة العقل والفہم والفطنة یعنی حکمت نام ہے علم و فہم و بصیرت کا۔

حکیم رازی کہتے ہیں ھی عبارة عن توفیق العمل بالعلم اور پھر حکمت کی تقسیم کرتے ہوئے قرآنی شواہد سے ثابت کرتے ہیں کہ ایک حکمت 'حکمتِ نظری ہے اور دوسری حکمت 'حکمتِ عملی ہے۔ گویا حکمت نام ہے افکار و نظریات اور عمل کا۔

اب دیکھتے ہیں کہ فقہ کیا ہے۔ اور علمِ فقہ کی تعریف اہلِ حقیقت کے نزدیک کیا' صاحبِ درِ مختار کے بقول : الفقہ عند اھل الحقیقة الجمع بین العلم والعمل ۔ جب حکمت توفیق العمل بالعلم قرار پائی اور فقہ کے معنی الجمع بین العلم والعمل ہوئے تو طے پایا کہ حکمت فقہ ہے اور فقہ حکمت ہی کا دوسرا نام ہے چنانچہ رجل حکیم وہ شخص ہوگا جو ان دونوں کا اس طرح جامع ہو کہ فقہ و حکمت اس کی ذات میں یکجا ہو جائیں' ہمارے ممدوح و محترم و شیخ محتشم عالمِ ربانی اس محفل کے مہمانِ روحانی حضرتِ مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جامعِ علم و عمل ہی نہیں جامعِ کمالات و قاسمِ فیوض و برکات ہے۔ حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت سے حکمت میں جو حظِ وافر عطا ہوا اسے دیکھ کر اور اس کے کمالات کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ مردِ حکیم آپ ہی ہیں جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے و آتینا لقمان الحکمة ان اشکر للہ۔

لقمان بنی اسرائیل کے بارے میں حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : **سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لم يكن لقمان نبيا ولكن كان عبدا كثير التفكر ' حسن اليقين ' احب الله تعالى فاحبه ومن عليه بالحكمة وخيره فى ان يجعله خليفة يحكم بالحق** .... (یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لقمان نبی نہیں تھے بلکہ بہت زیادہ تفکر اور یقینِ محکم کے مالک شخص تھے 'اللہ تعالی سے محبت رکھتے تھے اور اللہ کے محبوب تھے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے انہیں حکمت سے سرفراز کیا اور انہیں خلیفہ بنانے کے لئے منتخب کیا تاکہ وہ حق کا بول بالا کریں۔)

اور لقمانِ عزوجاہِ بنی اسماعیل وامتِ ابن الذبیحین ﷺ کے بارے میں عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر کہتے ہیں : انه بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يكون فى امتى رجل يقال له صلة يدخل الجنة بشفاعته كذا وكذا .... (یعنی انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہا جائے گا اس کی شفاعت سے اتنے اور اتنے افراد جنت میں داخل ہوں گے۔)

اور حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الحمد لله الذى جعلني صلة بين البحرين و مصلحا بين الفئتين .... (یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے دو سمندروں کو جوڑنے والا اور دو جماعتوں کی اصلاح کرنے والا بنایا) پس ثابت ہوا کہ اس امت کے مردِ حکیم جامعِ علم و عمل فقیہِ نبیل مرشدِ کریم وہادیءِ طریقِ حکمت حضرتِ مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔

حضرتِ لقمان اپنے صاحب زادے کو مخاطب کر کے شرک سے اجتناب 'نماز کے قیام' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر 'صبر وضبط' چال ڈھال اور گفتگو میں اعتدال کی نصیحت ان الفاظ میں فرماتے ہیں : يبني لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظيم ☆ يبني انها ان تك مثقال حبة من خردل فتكن فى صخرة او فى السموات او فى الارض يات بها الله ان الله لطيف خبير ☆ يبنى اقم الصلوة وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما اصابك ان ذلك من عزم الامور☆ ولا تصعر خدك للناس ولا تمش فى الارض مرحا ان الله لا يحب كل مختال فخور☆ واقصد فى مشيك واغضض من صوتك ان انكر الاصوات لصوت الحمير☆

اور حضرتِ مجدد اپنے مریدوں کو بیٹا کہ کر مخاطب کرتے اور لقمانِ حکیم سے دو قدم آگے بڑھ کر یہ نصائح مختصر و جامع الفاظ میں یوں فرماتے ہیں :

ہوش در دم.........' نظر بر قدم.........' سفر در وطن.........' خلوت در انجمن.........

'یاد کرد' باز گزشت' نگاہ داشت' یاد داشت۔

ان نصائح یا کلماتِ مبارکہ کی تفصیل مکتوبات طیبات میں اور سلوکِ نقشبندیہ کی کتب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے یہ مقالہ اس تفصیل کا متحمل نہیں۔

حضرتِ مجدد حکمتِ نظری و حکمتِ عملی کے پیکر ہیں' آپ کے فقہی افکار و نظریات میں جس بات پر زور ہے وہ حصولِ علم و اکتسابِ عمل کا درس ہے۔ آپ کے مکتوباتِ طیبات اس پر شاہد ہیں۔ آپ اپنے مکتوب بنام شیخ نظام تھانیسری میں فرماتے ہیں :

"علم دو مجاہدوں کے درمیان واقع ہے۔ ایک اس کے حصول سے پہلے اس کی طلب کا مجاہدہ' دوسرا اسے حاصل کر لینے کے بعد اس پر عمل کا مجاہدہ۔ لہذا یوں چاہئے کہ جس طرح آپ کی مجلس شریف میں کتبِ تصوف کا ذکر و مطالعہ ہوتا ہے اسی طرح کتبِ فقہ کا بھی ذکر و مطالعہ ہو' اور زبانِ فارسی میں فقہ کی کتابیں بے شمار ہیں جیسے' مجموعہ خانی' عمدۃ الاسلام کنزِ فارسی وغیرہ' بلکہ اگر آپ کی مجلس شریف میں کتبِ تصوف کا ذکر و مطالعہ نہ بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ تصوف کا تعلق احوال سے ہے وہ قال میں نہیں آسکتا۔ لیکن کتبِ فقہ کے زیرِ مطالعہ نہ ہونے سے ضرر و نقصان کا احتمال ہے۔" (دفتر اول حصہ اول ص ۱۰۴)

شیخ فرید کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

"...... نعمتِ اسلام کی سب سے اولین مدد یہ ہے کہ مسائل شرعیہ کی وضاحت کی جائے اور کتاب و سنت اور اجماع کے عقائدِ کلامی کا اظہار کیا جائے تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں پڑ کر راستہ نہ روک دے اور کام کو خرابی اور فساد میں نہ ڈال دے۔" (حصہ دوم ص ۴۴)

فقہی افکار و نظریات اور احکامِ فقہیہ کو عام کرنے کے لئے آپ ہمہ تن مصروف رہے' آپ نے اپنے حلقۂ اثر میں احکامِ فقہیہ کی اشاعت کو اپنا مطمحِ نظر بنایا چنانچہ شیخ احمد برکی کے نام اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں : فعليكم بتعليم العلوم الدينيه و نشر الاحكام الفقهيه ما استطعتم فانها ملاك

الامر و مناط الارتقاء و مدار النجاۃ......... (حصہ ۵ ص ۵۴)

یعنی آپ پر لازم ہے کہ علومِ دینیہ کی تعلیم دیں اور جہاں تک ممکن ہو احکامِ فقہیہ کو عام کریں کیونکہ یہی دونوں اصل مقصود ہیں اور انہی پر ترقی اور نجات کا مدار ہے۔

فقہِ اسلامی کی اشاعت کو اصل مقصود اور مدارِ نجات قرار دینے والے حضرتِ مجدد اپنے ایک اور مکتوب بنام میر عبداللہ بن میر محمد نعمان میں تحریر فرماتے ہیں: "میرے عزیز فرزند ہمیشہ اپنے نام کی طرح توفیق یافتہ رہو موسمِ جوانی کو غنیمت جانتے ہوئے علومِ شرعیہ کی تحصیل اور ان کے مطابق عمل میں مشغول رہو۔" (حصہ سوم ص ۹۶)

اپنے مرشد زادوں کے نام اپنے ایک طویل مکتوب (مکتوب نمبر ۲۶۶) میں فرماتے ہیں:......

عقائد درست کرنے کے بعد احکامِ فقہ کا سیکھنا ضروری ہے اور فرض واجب، حلال و حرام و سنت و مندوب، مشتبہ و مکروہ کے جاننے کے بغیر چارہ نہیں اور ایسے علم کے مطابق عمل لازم ہے۔ فقہ کی کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں......"

حضرتِ شیخ علمِ فقہ کی رسمی تحصیل کے قائل نہیں بلکہ آپ اس کے عمیق مطالعہ اور دقیق فہم کے حامی ہیں آپ کی اس فکر کا اندازہ آپ کے ان اقوال و ارشادات سے ہوتا ہے جو آپ اس سلسلہ میں اپنے مریدین و متعلقین کو بطور نصیحت ارشاد فرماتے، اسی سلسلہ کا ایک قول آپ کے ایک مکتوب بنام جباری خاں میں ملتا ہے آپ فرماتے ہیں:

"......بندہ جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کردے اور اوامر کی بجا آوری اور ممنوعات سے رکنے کے ساتھ مزین و آراستہ نہ کرے اس دولت و نعمت کی خوشبو بندے کی روح سونگھ نہیں سکتی.........." (حصہ دوم ص ۱۰۶)

علم بغیر عمل کے کچھ نہیں، اور حضرتِ مجدد کی ساری زندگی علم و عمل میں توازن و اعتدال کی راہ بجھانے میں گزری ہے آپ ان علماء کو جو عامل نہیں صرف عالم ہیں علماءِ سوء میں شمار کرتے ہیں اور اس بات پر ہمیشہ زور دیتے رہے ہیں کہ احکامِ شرعیہ عمل کے لئے اترے ہیں نہ کہ صرف پڑھنے پڑھانے کے لئے، شیخ فرید کے نام اپنے ایک مکتوب میں حضرت نے لکھا:

"......ساری ہمت احکامِ شرعیہ کی بجا آوری میں صرف کی جائے اور اہلِ شریعت یعنی علماء و صلحاء کی تعظیم و توقیر کرنی چاہئے۔ اور شریعت کو رواج دینے میں کوشاں رہنا چاہئے......" (حصہ سوم ص ۷۷)

حضرتِ مجدد جب احکامِ شریعت پر عمل اور اہلِ شریعت کی تعظیم کی بابت فرماتے ہیں تو اس سے شریعتِ مطہرہ کی وہ تعبیر مراد ہے جو فقہ حنفی کے نام سے موسوم ہے۔ آپ فقہِ حنفی کے زبردست موید و حامی ہیں۔ آپ حضرتِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور آپ کے فقہی اسلوب سے اس قدر متاثر ہیں کہ آپ حضرتِ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالاتِ فقہیہ کو کمالاتِ نبوت سے نسبت دیتے ہیں چنانچہ اپنے مکتوب بنام میاں بدیع الدین صاحب میں رقمطراز ہیں :۔

"...... آج صبح حضرتِ الیاس و حضرتِ خضر علیہما السلام روحانیوں کی صورت میں تشریف لائے' حضرتِ خضر علیہ السلام سے ہم نے سوال کیا کہ آپ امام شافعی کے مذہب کے موافق نماز ادا کرتے ہیں ؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم شرائع کے ساتھ مکلّف نہیں ہیں لیکن چونکہ قطبِ مدار کے کام ہمارے سپرد ہیں اور قطبِ مدار (اس وقت) امامِ شافعی کے مذہب پر ہے اس لئے ہم بھی اس کے پیچھے امامِ شافعی کے مذہب کے موافق نماز ادا کرتے ہیں۔

پھر فرمایا : چنانچہ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ ولایت کے کمالات فقہِ شافعی کے ساتھ خاص موافقت رکھتے ہیں اور کمالاتِ نبوت کی مناسبت فقہِ حنفی کے ساتھ ہے۔ اگر بالفرض اس امت میں کوئی پیغمبر اب مبعوث ہوتا تو فقہِ حنفی کے موافق عمل کرتا۔ (حصہ پنجم ص ۷۱)

اسی مکتوب میں آگے چل کر لکھتے ہیں : اس وقت حضرت خواجہ محمد پارسا (خلیفہ ثانی حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کے اس سخن کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی جو انہوں نے فصول ستہ میں نقل کیا ہے کہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے۔ (حصہ پنجم ص ۷۲)

حضرتِ مجدد قدس سرہ العزیز نے اپنے دور میں نہ صرف بد عقیدگی کا سدِ باب فرمایا اور عقائد باطلہ کا علی الاعلان رد فرمایا بلکہ آپ نے اس دور کے فقہی جمود کو بھی توڑا اور غیر مقلدیت کے خلاف بھی علی روس الاشہاد جہاد کیا' آپ عامۃ المسلمین کے لئے تقلید کے پرزور حامی تھے اور خود استعدادِ اجتہاد کے مرتبہءِ کمال پر فائز ہونے کے باوجود تقلید ہی کو پسند فرماتے تھے ہاں آپ نے بعض مسائل میں امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ فروعی مسائل سے اتفاق فرمایا ہے' مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ عام لوگوں کو تلفیقِ مذاہب کی اجازت دیتے ہوں یا عدمِ تقلید کی۔ بلکہ

آپ آئمہ مجتہدین کے خلاف چلنے' تقلید ترک کرنے اور از خود استنباطِ احکام و مسائل سے منع فرماتے تھے' امان اللہ فقیہ کے نام اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"...... جس طرح کتاب و سنت کے مطابق اعتقاد رکھنا ضروری ہے اسی طرح کتاب و سنت پر اس طریقہ کے مطابق عمل کرنا جو ائمہ مجتہدین نے ان سے استنباط فرمایا ہے۔ اور ان کے بیان کردہ حلال و حرام' فرض و واجب اور سنت و مستحب اور مکروہ و مشتبہ احکام کو جاننا اور ان کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور مقلد کو اس امر کی اجازت نہیں کہ مجتہد کی رائے کے خلاف از خود کتاب و سنت سے احکام اخذ کرتا پھرے اور ان پر عمل کرے۔ اور عمل میں اپنے مجتہد مذہب میں جس کا تابع ہے قول مختار کو اختیار کرے اور رخصت سے بچتے ہوئے عزیمت پر عمل کرے۔ (حصہ پنجم ص ۸۸)

تقلید کے حوالہ سے حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بڑا واضح رہا ہے اور وہ یہ کہ عام لوگ ہر صورت میں تقلید ہی کو اختیار کریں اور آپ فرماتے ہیں کہ : اہل کشف کی تقلید احتمالِ خطا کی صورت میں جائز نہیں اور مجتہد کی تقلید احتمالِ خطا کی صورت میں بھی جائز اور درست ہے بلکہ واجب و لازم ہے۔ (حصہ اول ص ۱۳۳)

حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں عقائد ضالہ کے خلاف جہاد کر کے صحیح سنی عقائد کو فروغ دیا وہیں فقہِ حنفی کی زبردست تائید و نصرت فرما کر ہند میں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو حیاتِ نو بخشی وہ طبقہ جو امامِ اعظم کی محدثیت کا منکر اور آپ کو فقط صاحبِ رائے قرار دینے پر تلا ہوا تھا آپ نے اس کا بھی سدباب کیا' آپ نے فرمایا:۔

"...... یقیناً بلا تکلف و تعصب کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہبِ حنفی کی نورانیت نظرِ کشفی میں دریا کی طرح ہے اور باقی تمام مذاہب حوض اور نالیوں کی طرح نظر آتے ہیں اور ظاہر میں بھی اس مذہب کے پیرو دیگر مذاہب کے پیروان سے زاید ہیں اور یہ مذہب اپنے اصول و فروع اور طریقہ استنباط میں تمام مذاہب سے ممتاز ہے۔

عجیب معاملہ ہے کہ تقلیدِ سنت میں امام ابو حنیفہ سب سے پیش قدم ہیں وہ مرسل احادیث کو مسند احادیث کی طرح شایانِ متابعت اور اپنی رائے پر مقدم سمجھتے ہیں اور اسی طرح صحابی

کے قول کو بہ وجہ شرفِ صحبت اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں حالانکہ دوسرے ائمہ کا مسلک یہ نہیں ہے۔ باوجود اس کے امامِ اعظم کے مخالف ان کو صاحبِ رائے کہتے ہیں اور ان کے متعلق بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ سردارِ دین اور رئیسِ اہلِ اسلام کو برا نہ کہیں۔ اور اسلام کے سوادِ اعظم کو ایذا نہ پہنچائیں۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم۔ وہ لوگ جو آپ کو اور آپ کے اتباع کو اصحابِ رائے کہتے ہیں اگر ان کا یہ خیال ہے کہ احناف اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں اور یہ لوگ کتاب و سنت پر عامل نہیں ہیں تو ان کے اس غلط اور فاسد خیال کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اہلِ اسلام کا سوادِ اعظم ضال اور مبتدع ہے بلکہ ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔ ایسا خیال وہی شخص کرے گا جو جاہل ہو اور اس کو اپنے جہل کی خبر نہ ہو یا زندیق ہو کہ اس کا مقصد شطرِ دین کا ابطال ہو۔ (مکتوب ۵۵ دفترِ دوم)

آپ نے نہ صرف یہ کہ فقہِ حنفی کی تائید و نصرت میں اپنا زورِ علم و قلم صرف فرمایا بلکہ بحیثیتِ مجموعی آپ نے دیگر سنی مذاہبِ فقہ کی حقانیت کو واضح کر کے دراصل فقہِ اسلامی کو تقویت پہنچانے کا فریضہ انجام دیا آپ فرماتے ہیں :۔

"...... اسلام کی جو خدمت ائمہ دین نے کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ان حضرات نے امتِ مرحومہ کے واسطے ابوابِ یسر کھولے ہیں۔ ان کا وجود مسلمانوں کے واسطے سراسر رحمت ہے حضرتِ امام شافعی کا ارشاد ہے ان اللہ لا یعذب علی قول اختلف فیہ العلماء یعنی ائمہ مجتہدین میں سے ہر ایک کا قول اختلافِ رائے کے باوجود عذابِ الٰہی سے بچانے کا ذریعہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ ائمہ مجتہدین اہلِ ذکر صاحبِ علم اور فقہائے امت ہیں۔ ان کا قول ہم لاعلموں کے لئے حجت و برہان اور رحمت ہے۔ (مکتوب ۵۵ دفترِ دوم)

حضرتِ مجدد متصلب حنفی ہونے کے باوجود عملاً دیگر ائمہ فقہ کی بعض مسائل میں رعایت فرماتے ہیں اور بعض معاملات میں عمل بر جمعِ اقوالِ ائمہ کے قائل ہیں شاید اس سے آپ کا مقصود شریعتِ مطہرہ پر کامل طور پر عمل کی تحریص و ترغیب ہو یا ان ائمہ کرام کو بھی اپنے عمل سے ثواب میں شریک کرنا مطلوب ہو' یا دیگر مذاہبِ حقہ کی عملی تائید پیشِ نظر ہو ۔ بہر کیف آپ

فرماتے ہیں :۔

حتی الامکان اقوالِ مجتہدین کے جمع کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہیے تاکہ متفق علیہ قول پر عمل واقع ہو مثلاً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وضو میں نیت کرنا فرض قرار دیتے ہیں تو چاہئے کہ بے نیت وضو نہ کرے' اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وضو میں ترتیب اور پے در پے دھونے کو لازم جانتے ہیں تو چاہئے کہ ترتیب اور پے در پے کا خیال رکھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اعضاء دھوتے وقت ان کو ملنا فرض قرار دیتے ہیں تو چاہئے کہ یہ بھی اعضاء کو مل کر دھوئے۔ (حصہ پنجم ص ۸۸)

طالبانِ علومِ شریعت سے آپ بے حد محبت فرماتے تھے اور ان کے بارے نہایت خوش خیال تھے' شیخ فرید کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

"...... طالبِ علموں کو مقدم کرنے میں شریعت کی ترویج ہے یہی لوگ شریعت کے حامل ہیں۔ ملت مصطفویہ علیہ وآلہ الصلوت والتسلیمات ان ہی سے قائم ہے۔ کل قیامت کو شریعت کے بارے میں سوال کریں گے تو تصوف کے بارے میں نہیں پوچھیں گے۔ جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل سے ہوگا۔ کوئی شخص یہ سوال نہ کرے کہ غیر حق تعالی میں گرفتار طالبِ علم اس صوفی سے بہتر کیسے ہو سکتا ہے جو غیر حق کی گرفتاری سے آزاد ہو چکا ہے' کیونکہ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ سائل بات کی تہ تک نہیں پہنچا۔ طالب علم غیر حق میں گرفتاری کے باوجود مخلوقات کی نجات کا سبب اور ذریعہ ہے کیونکہ احکام شریعت کی تبلیغ اسے میسر ہے اگرچہ خود اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہا۔ اور صوفی اپنے آپ کو غیر حق سے آزاد کر لینے کے باوجود مخلوق کی نجات سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ وہ شخص جو بہت سے لوگوں کی نجات اور خلاصی کا سبب ہو اس کا اس شخص سے بہتر اور افضل ہونا واضح ہے جو صرف اپنی نجات کے سامان میں ہی مصروف ہو......" (حصہ دوم ۴۶ / ۴۷)

حضرتِ مجدد شریعت کے معاملہ میں اصحابِ شریعت یعنی فقہاء کے اقوال کو اختیار کرنے اور انہی پر عمل پیرا ہونے کو شریعت پر صحیح عمل قرار دیتے ہیں ' اور خود ایک متبع شریعت صوفی ہونے کے باوجود شریعت کے معاملہ میں صوفیاء کی تقلید سے منع فرماتے ہیں...... امامِ ہمام ضیاء الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

"...... صوفیاء کا عمل حلت و حرمت میں سند نہیں' یہاں تو امام ابو حنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول معتبر ہے نہ کہ ابو بکر شبلی و حسن نوری رحمۃ اللہ علیہما کا۔ (حصہ ۴ ص ۱۸۶)

اب تک کی گفتگو حضرتِ مجدد کے فقہِ اسلامی کے حوالہ سے ان افکار و نظریات سے متعلق تھی جو ترویج فقہ و اشاعتِ حکمت کے سلسلہ میں ہیں۔ اب ذرا ایک نظر ان افکار و نظریات پر ڈالی جانی چاہیئے جو بعض علمی مسائل کے عملی پہلو سے تعلق رکھتے ہیں۔

فقہ میں چند مسائل میں حضرتِ مجدد کا نقطہ نظر بظاہر عامۃ الناس کے عمل کے خلاف نظر آتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے موقف پر مضبوط دلائل کی بنیاد پر قائم ہیں اور بنظر انصاف دیکھا جائے تو آپ کا عمل عینِ حنفیت ہے: مثلاً رفع سبابہ در تشہد کے مسئلہ میں آپ عدمِ رفع کے قائل ہیں جبکہ فی زمانہ اکثر لوگوں کا عمل رفع ہی کا ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی دلائل کو دیکھا جانا چاہیئے، آپ فرماتے ہیں:۔

"...... ہم کہتے ہیں کہ اگر جواز اور عدمِ جواز اور حلت و حرمت میں تعارض ہو تو ترجیح عدم جواز کو ہوتی ہے ......" اسی بناء پر آپ عدمِ رفع سبابہ در تشہد کے نظریہ پر قائم تھے۔

فقہ کا ایک اہم شعبہ قضاء ہے جس سے فقہِ اسلامی کے احکام عملاً نافذ ہوتے ہیں تنفیذِ احکامِ شرعیہ کے سلسلہ میں آپ نے قضا کے قیام اور شرعی عدالتوں کے ذریعہ عدل کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے صدرِ جہاں کے نام ایک تحریر میں فرمایا:۔

"...... اسلامی نشانوں میں سے ایک نشان اسلامی شہروں میں قاضیوں کا تقرر ہے، جو گزشتہ زمانوں میں محو ہو گیا تھا۔ سرہند میں جو اہلِ اسلام کے بڑے شہروں میں سے ایک ہے کئی سال سے کوئی قاضی نہیں حاملِ رقیمہ ہذا قاضی یوسف کے باپ دادا جب سے سرہند آباد ہوئے ہیں قاضی ہوتے چلے آئے ہیں اگر بہتر سمجھیں تو اس عظیم الشان کام کو ان کے حوالہ کر دیں۔ (مکتوب ۱۹۵ حصہ سوم ص ۱۲۲)

آج کل سود سے متعلق حکومت و عدالت کی کارکردگی موضوعِ بحث عوام و خواص ہے، قیامِ پاکستان سے لیکر اب تک حضرتِ مجدد کے ماننے والوں کے اس ملک میں غیر سودی نظام کے نفاذ کو قصداً پسِ پشت ڈالا گیا ہے، جبکہ یہ بات ادلہ قطعیہ سے ثابت ہے کہ سود حرام ہے، خواہ وہ تجارتی ہو یا انفرادی ہمارے مرشد و رہنما حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ ملا مظفر کے ایک خط کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

"...... شریعت میں ہر ایسا عقد جس میں زیادتی کی شرط ہو ربوا اور سود ہے لہذا اس طرح کا سودی قرضہ بھی حرام قرار پائے گا اور جو چیز بذریعہ حرام حاصل کی جائے وہ بھی حرام ہوتی ہے۔ (مکتوب ۱۰۲ حصہ دوم ص ۱۵۰)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سودی قرضہ اگر مجبوراً لینا پڑ جائے تو یہ جائز ہونا چاہئے' حضرتِ مجدد فرماتے ہیں :۔ باقی رہی محتاجی کی صورت تو میرے مخدوم سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے جو محتاج و غیر محتاج سب کو شامل ہے محتاج کو اس حکمِ قطعی سے خارج اور مستثنی قرار دینا حکم قطعی کو منسوخ کرنا ہے۔ نیز اگر محتاج سے عام محتاج مراد لیا جائے تو پھر ربوا کی حرمت کے لئے کوئی موقع اور محل باقی نہیں رہے گا۔ (مکتوب ۱۰۲ حصہ دوم ص ۱۵۱)

سونا چاندی انسانی ضرورت ہے مگر اس کا وہی استعمال جائز ہے جسے شارع نے جائز رکھا کوئی شخص اپنی مرضی سے کسی بھی چیز میں جواز یا عدمِ جواز کا حکم نہیں لگا سکتا حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے سونے چاندی کے برتنوں اور ریشمی لباس کے استعمال کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا :۔

"...... سونا چاندی اور ریشمی لباس وغیرہ جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان کے استعمال سے پرہیز لازمی ہے۔ سونے چاندی کے برتنوں کو زینت و آرائش کے طور پر اگر رکھیں تو قدرے گنجائش ہے لیکن ان کا استعمال قطعاً حرام ہے ۔ حتی کہ ان میں کھانا پینا خوشبو ڈالنا سرمہ دان بنانا سب منع ہے۔ (مکتوب ۲۶۳ حصہ سوم ص ۷۴)

غیر مسلم اقوام سے تعلقات اور مسلم حکومت کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے حضرتِ مجدد کا فقہی نظریہ یہ تھا کہ "...... خدا اور رسولِ خدا کے ان دشمنوں سے میل جول اور انس و محبت بہت بڑی تقصیروں میں شامل ہے۔ ان دشمنوں کے ساتھ دوستی اور انس کا کم از کم نقصان یہ ہے کہ احکامِ شرعی کے اجراء کی قدرت اور کفر کے نشانات اکھاڑنے کی قوت مغلوب اور کمزور ہو جاتی ہے ۔ اور ان سے تعلق دوستی کا حیا اس میں مانع ہو جاتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا ضرر و نقصان ہے۔ دشمنانِ خدا سے دوستی و الفت خدا تعالی کے ساتھ دشمنی کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ اور اس کے پیغمبر کے ساتھ دشمنی پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔

ہندوستان میں جب غیر مسلموں سے جزیہ کی وصولی ترک کی گئی تو حضرتِ مجدد اس خالص فقہی و شرعی امر پر خاموش نہ رہ سکے اور آپ نے اپنا موقف بلا خوفِ لومۃ لائم ان الفاظ میں پیش کیا :۔

"...... بادشاہوں کو یہ کیا حق حاصل ہے کہ جزیہ روک لیں' ہندوستان میں اہل کفر سے جزیہ کا موقوف ہونا ان علاقوں کے سلاطین و حکمرانوں کے ساتھ دوستی کی شومی کے باعث ہے ۔ ان سے جزیہ لینے کا اصل مقصد ان کی ذلت و خواری ہے اور یہ ذلت و خواری اس حد تک ہے کہ جزیہ کے خوف سے اچھے کپڑے نہیں پہن سکتے اور اپنا بناؤ سنگھار نہیں کر سکتے اور ان کے اموال لے لینے کے خوف سے ہمیشہ ڈرتے اور لرزتے رہتے ہیں۔ بادشاہوں کو یہ کیا حق حاصل ہے کہ جزیہ روک لیں اللہ تعالیٰ نے جزیہ وضع ہی ان کافروں کی ذلت و خواری کے لئے کیا ہے مقصود ان کی رسوائی اور اہل اسلام کی عزت اور غلبہ ہے۔ ......" (مکتوب ۱۶۳ حصہ سوم ص ۷۳)

امریکہ آج صرف "ایک متقی مسلم" لرزاں ہے وہ اسے دہشت گرد کہتا ہے اور مسلم ریاستیں اپنے اپنے ملکوں میں ایسے متقی مسلموں کو دہشت گرد قرار دیکر پابند سلاسل کرنے میں کمال دکھارہی ہیں۔ اور تو اور اب تو ان کارخانوں اور فیکٹریوں (دینی مدارس) کو بند کرنے کے درپے ہیں جن میں یہ متقی مسلم اور مجاہد فی سبیل اللہ تیار ہوتے ہیں' اور ان پر پابندیوں کے جواز تلاش کئے جارہے ہیں حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا :۔

"...... جہود ہر کہ شود کشتہ سودِ اسلام است۔ یعنی جو غیر مسلم بھی قتل ہو اس میں اسلام کا نفع ہے۔ دولت اسلام کے حصول کی علامت اہل کفر کے ساتھ بغض و عناد رکھنا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں ان کو نجس و ناپاک کہا ہے پس اہلِ اسلام کی نظر میں بھی اہلِ کفر نجس و پلید ہی ہونے چاہئیں۔ ان سے مشورے لینا اور پھر ان کے مطابق عمل کرنا ان دشمنوں کا کمال اعزاز ہے جو سراسر منع ہے۔ (مکتوب ۱۶۳ حصہ سوم ص ۷۳)

حضرتِ مجدد بدعات و فضول مباحات کے سخت خلاف تھے آپ کے مکتوباتِ طیبات کے مطالعہ سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آپ بدعات و منکرات کے خلاف تلوار برہنہ لئے برسرِ

پیکار ہیں نمازِ تہجد کی جماعت اور دیگر نوافل کی جماعت بالتداعی کے آپ سخت خلاف ہیں اور یہی حقیقتاً مذہبِ احناف ہے۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں کتبِ اصول کے حوالہ جات سے اسے بدعت ثابت کیا ہے اور والیانِ اسلام و قاضیانِ ملت سے پرزور اپیل کی ہے کہ وہ بدعات کے خاتمہ کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں۔ حضرتِ مجدد کی بدعات کے خلاف تحریک کے پیشِ نظر کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ کاش آج حضرتِ مجدد ہمارے درمیان ہوتے تو جس طرح آپ نے اپنے دور میں نوافل کی جماعت بالتداعی کو سختی سے منع فرمایا ایسے ہی چند برسوں سے بعض لاہوریوں کے ایجاد کردہ اعتکاف بالتداعی اور بعض دیگر نام نہاد سنیوں کے ایجاد کردہ الوانِ عمائم و ولائم بالتداعی' اور محافل النعت طوال اللیل جیسی بدعات کا قلع قمع فرماتے ۔ خدا کرے حضرتِ شیخ کے سلسلہ کا کوئی درویش اٹھے اور ان فضول مباحات کے خلاف کمر بستہ ہو کر ان کا خاتمہ کر سکے۔ کیونکہ آپ فضول مباحات کے خلاف تھے' بد قسمتی سے آج ہمارے دور میں مباحات کے دائرہ کو وسعت دے کر بعض امورِ مباحہ کو سنت و واجب کے درجہ میں کر دیا گیا ہے۔ حضرتِ مجدد اس صورتحال کا ادراک فرماتے ہوئے ہماری رہنمائی کے لئے پہلے ہی فضول مباحات سے خبردار فرما گئے ہیں۔

اگرچہ ایک عام آدمی کو یہ بات عجیب لگتی ہے کہ کوئی کام مباح بھی ہو اور فضول بھی مگر یہ حقیقت ہے کہ ایسے بہت سے امور فی زمانہ بکثرت ہونے لگے ہیں جو مباح تو ہیں مگر فضول۔ آپ نے ایسے مباحات سے اجتناب کی تاکید فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں :۔

"...... فضول مباحات سے اجتناب کیا جائے اور مباحات میں سے بقدرِ ضرورت پر کفایت کی جائے کیونکہ ارتکابِ مباحات میں باگ کا ڈھیلا کرنا مشتبہ امور کے ارتکاب تک پہنچا دیتا ہے اور مشتبہ سے تجاوز کر کے انسان حرام تک جا پہنچتا ہے۔ بقدرِ ضرورت مباح بھی اسی وقت مثمر نتائج لاتا ہے جبکہ بندگی کی نیت سے ہو ورنہ بقدرِ ضرورت مقدار بھی وبالِ جان ہے۔ (حصہ سوم ص ۱۰۰)

آپ فرائض وواجبات پر حد درجہ زور دیتے ہیں اور ایسے مباحات جن سے کوئی فرض یا واجب ترک ہوتا ہو کو فضول قرار دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں :۔ "...... انصاف کرنا چاہئے کہ اگر ایک مباح کا ارتکاب بہت سے واجب امور کے فوت ہو جانے کا باعث بنتا ہو وہ حدِ جواز سے خارج ہو جائے گا یہ نہیں' یعنی ضرور خارج ہو جائے گا......" (۔ حصہ دوم ص ۸۱)

حضرتِ مجددالفِ ثانی قدس اللہ سرہ العزیز کے فقہی افکار و نظریات کے حوالہ سے جو باتیں پیش کی گئیں یہ صرف چند امثلہ ہیں ورنہ نمازِ جمعہ و جماعت' محافلِ غنا و سرود' معاملاتِ بیع و سود اور دیگر متعدد فقہی معاملات میں حضرتِ مجدد خاص نظریہ و فکر کے مالک ہیں۔ جس کی جستجو اور تفصیلات میں جانے کی کبھی کسی نے کوشش نہیں کی۔

فقہی حوالہ سے حضرتِ مجدد کے مکتوباتِ طیبات کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی افکار و نظریات حضرتِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی افکار و نظریات کے حقیقی ترجمان ہیں۔ آپ نے ہندوستان کے الحاد و بے دینی کے دور میں جس طرح دین کو زندہ کیا ہے اسی طرح فقہِ حنفی کو حیاتِ نو بخشی ہے اور یوں آپ اپنے عصر کے محی الدین ہونے کے علاوہ "محی الفقہ والحکمہ" بھی ہیں۔

اللہ رب العزت ہمیں حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے افکار سے اپنی فکر کے زاویوں کو درست کرنے اور اپنے عمل کو حضرتِ شیخ کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

برنز کیسز یعنی جل جانے والے مریض

سستے اور آسان علاج کے لئے

ڈاکٹر فضل ارشاد الٰہی سے رابطہ قائم کریں فون : 403337

اور دینی معلومات میں اضافہ کے لئے مجلہ فقہ اسلامی پڑھئے

ALWAYS AVOID THESE THREE THINGS:

1. Curses from others.
2. Complaints from others against you.
3. Bad duaas (Curses on you).

ALWAYS FIGHT FOR THESE THREE THINGS:

1. Your people.
2. Your country.
3. Your haq(rights).